حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

عبدالرحمٰن (متعلم جامعہ سلفیہ)

نام ونسب

آپکا نام ونسب یہ ہے ہند (ام سلمہ) بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔ مگر آپ مسلمانوں میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کے نام سے شہرت رکھتی ہیں۔

آپؓ کے والد محترم کا نام حذیفہ تھا جبکہ ابو امیہ کنیت اور زاد الراکب لقب تھا کیونکہ مکہ کے فیاضوں میں انکو شاندار اور قابل احترام لقب حاصل تھا اور جب بھی کبھی سفر کرتے تو سارے قافلے کی کفالت خود کرتے تھے۔ یہی فیاضانہ کیفیت تھی جسکی دلپذیری کی بدولت ابوامیہ کو یہ عظیم الشان لقب ملا ام سلمہ کا تعلق قبیلہ قریش کے بطن بنی مخزوم سے تھا۔ بعض لوگ حضرت ام سلمہ کا نام ﴿رملہ﴾ بتاتے ہیں جسکی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ محدثین اس روایت کو ﴿لیس بشیء﴾ سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپکی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن کنانہ ہے جو بنو فراس سے تھیں۔

آپؓ کے سال پیدائش میں اختلاف ہے۔ سن ۲۸ قبل ہجرت بمطابق ۵۹۶ء زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پیدائش کے کچھ عرصہ بعد انکے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ انہیں اپنے والد سے بہت سی خوبیاں اور امتیازات ورثہ میں ملے تھے۔

خاندان وعزیز واقرباء

خاندان کی طرف دیکھیں تو حضرتؓ ام سلمہ ابوجہل کے چچا کی بیٹی تھیں انکا ایک بھائی عبداللہ بن ابی امیہؓ جو شروع میں نبیؐ کے بدترین دشمنوں میں سے تھے۔ فتح مکہ کے سال فتح مکہ سے پہلے مدینہ کیطرف روانہ ہوئے اور راہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات کرکے اسلام لے آئے۔ فتح مکہ اور حنین اور غزوہ طائف میں شامل ہوئے اور طائف میں ہی تیر کھا کر شہید ہوئے۔ انکی ماں کا نام عاتکہ تھا جو آنحضرت کی پھوپھی تھی۔ ان کے دوسرے بھائی کا نام زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ ہے انکی والدہ اور ام سلمہؓ کی والدہ بھی ایک ہیں۔ تیسرے بھائی کا نام عامر ہے جو مولفتہ القلوب سے ہیں۔ چوتھے بھائی کا نام مہاجر ہے۔ جنہیں نبیؐ نے حارث بن ابی کلال حمیری شاہ یمن کے پاس بطور سفارت بھیجا تھا۔ اور بعد میں ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور میں یمن کی حکومت پر بھیجا تھا اور حضرموت میں قلعہ نجیر انہی نے فتح کیا تھا۔

نکاح

سیرت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن سے ہی ام سلمہؓ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال سے منسوب تھیں جنکا پورا نسب یہ ہے عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے۔ اسطرح ام سلمہؓ اور ابو سلمہ کا نسب ایک ہوجاتا ہے۔ واضح رہے ابوسلمہؓ کا اصل نام عبداللہؓ بن عبداللہ بن ہلال تھا۔ ابوسلمہؓ گیارہویں اسلام لانے والے شخص تھے۔ جبکہ ام سلمہؓ اس سے بھی پہلے اسلام لا چکی تھی اور ابوسلمہؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں جن سے ام سلمہ کا نکاح ہوا۔ نسب کے لحاظ سے یہ ابوسلمہؓ کے چچیرے اور خلیرے بھائی تھے۔ انکی والدہ برہ بن عبد المطلب نبیؐ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ اس قریبی رشتہ کے علاوہ خود حضور اکرمؐ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (عم رسولؐ) اور ابوسلمہؓ رضاعی بھائی ہیں انکی رضاعی ماں کا نام ثوبیہ تھا۔

ہجرت حبشہ

حضرت ام سلمہؓ اور ابوسلمہؓ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی جہاں جاکر ان کے صاحبزادے سلمہؓ پیدا ہوئے پھر یہ حضرات قریشیوں کے قبول اسلام کی افواہ سنکر واپس مکہ آگئے لیکن جب پتہ چلا کہ صلح کی خبر غلط تھی تو ان لوگوں میں سے بعض کو دوبارہ ہجرت کرنا پڑی۔

ہجرت مدینہ

مکہ واپس آنے کے بعد جب مدینہ کیطرف مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت مل گئی تو اصحاب رسولؐ میں سے ابوسلمہؓ سب سے پہلے تیار تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے وقت حضرت ام سلمہؓ کو بہت مشکل حالات پیش آئے خود انہی کے الفاظ (الاصابہ) میں منقول ہیں فرماتی ہیں (جب ابوسلمہؓ نے مدینہ جانے کا فیصلہ کرلیا تو انکے پاس ایک ہی اونٹ تھا اسکی نکیل ہاتھ میں لیے چل پڑے۔ بنومغیرہ جو میرے میکے سے تھے۔ وہ آئے اور مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے چلے اتنے میں بنوعبدالاسد جو ابوسلمہؓ کے خاندان کے لوگ تھے وہ میرے بچے کو ساتھ لے گئے اس کھینچا تانی میں میرے بچے سلمہ کا ہاتھ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا اور یہ ہاتھ مرتے دم تک ایسا ہی رہا۔ اب میں میرا شوہر اور میرا بچہ تینوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔

اب میرا یہ معمول بن گیا کہ روزانہ صبح کو گھر سے نکلتی اور کوہ صفا پر جاکر رونا شروع کردیتی جب تقریبا ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا تو میرے ایک چچازاد بھائی نے دیکھا اور مجھ پر ترس کھایا اور میرے میکے والوں سے کہا کہ اسے چھوڑ دو اور مفہوم کچھ اس طرح ادا کیا کہ میرے خاندان کو رحم آگیا اور مجھے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی یہ سن کر بنوعبدالاسد والوں نے بھی میرے بچے کو واپس کردیا۔ اب میں نے اونٹ پر کجاوا کسا

اور سلمہ کو گود میں لیکر اکیلی مدینہ کی طرف چل دی جب تنعیم میں پہنچی تو وہاں عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوگئی جنکا تعلق بنو عبدالدار سے تھا وہ میرے ارادہ کو معلوم کر کے میرے ساتھ چل دیے۔ راہ میں جب منزل آتی اور ہمیں ٹھہرنا ہوتا وہ درخت کی آڑ میں ہوجاتے اور چلنے کا وقت آتا تو مجھے کہتے کہ سوار ہو جاؤ سارا سفر انکا یہی معمول رہا۔ جب ہم مدینہ بنی عمرو بن عوف کی آبادی میں موضع قبا کے درمیان سے گزرے تو انہوں نے کہا ابوسلمہؓ اسی گاؤں میں ہیں یعنی اللہ کے بھروسے سے محلہ میں داخل ہوگئی اور خدا خدا کر کے ان سے ملاقات ہوئی ام سلمہؓ پر عثمان بن طلحہؓ کی اس مہربانی کا ہمیشہ اثر رہا اس لیے اکثر فرمایا کرتی تھیں۔ ما رایت صاحبا قط اکرم من عثمان بن طلحۃ۔ عثمان بن طلحہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام لائے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں اجنا دین کے معرکہ میں شہادت پائی۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور احد میں بھی شریک ہوئے اور اسی معرکہ میں اتفاق سے انہی کے ہم نام ابوسلمہ جشمی کے تیر سے انکا بازو زخمی ہوگیا۔ ایک ماہ تک علاج ہوتا رہا اور بظاہر صحت ہو گئی لیکن زخمی ہونے کے قریبا دو سال گیارہ ماہ بعد آنحضرتؐ کے حکم سے بنی اسد کے پانی کے منبع ﴿قطن﴾ کی طرف جانا پڑا۔ جہاں ان کے 29 شبانہ یوم صرف ہوئے ۴ھ میں صفر کی آٹھ تاریخ کو مدینہ آئے اور جمادی الاخری کی تاریخ کو زخم کے پھٹنے کی وجہ سے شہادت پائی نبی آئے اور ام سلمہ کو صبر کی تلقین کی اور کہا یہ دعا مانگو اللھم اخلفقی فی اھلہ بخیر۔

پھر آپؐ ابوسلمہؓ کی لاش پر تشریف لائے بڑے اہتمام سے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں جب آپؐ سے کہا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا نہیں میں نے عمداً نو تکبیریں کہینہ میں بھولا نہ مجھے سہو ہوا۔ پھر آپؐ نے ان کو بیوی بچوں کی کفالت کے لئے سب کو دعوت دی اور جب ام سلمہ بین کرنے لگیں من لی مثل ابی سلمۃ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو اللھم اعظی اجر مصیبتی واخلف علی خیراً منھا واخلقی خیراً منھا.

اولاد

حضرت ام سلمہؓ کے چاروں بچے پہلے شوہر یعنی ابو سلمہؓ سے تھے آنحضرت کے صلب مبارک سے انکی کوئی اولاد نہیں ہوئی، الاصابہ، اسد الغابہ اور طبقات ابن سعد میں سلمہ، عمر اور زینب کا ذکر آیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں ایک بچی درہ کا بھی ذکر آیا ہے۔

میں یہاں طوالت کے پیش نظر انکی اولاد کا تفصیلی تذکرہ نہیں کرنا چاہتا ان کے حالات جاننے کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱) الاصابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲) اسد الغابہ، امام علی بن حسین المسعودی رحمۃ اللہ علیہ
۳) طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸
۴) المعارف، ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ
۵) طبقات الکبریٰ جلد نمبر ۸۔ رحمۃ اللعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور بعض کہتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہ القریشی نے پیغام نکاح بھجوایا۔ (ص:۲۰)

چنانچہ کچھ عرصہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا اور یوں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ماہِ شوال ۴ھ، مارچ 625-626ء کو شامل ازواج مطہرات ہوئیں اور حسب دستور ایک حجرہ ان کے لیے الگ کر دیا گیا۔ یہ حضرت زینب کا حجرہ تھا اور اس وقت وہ وفات پا چکی تھیں۔ (صفحہ۲۱)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ نکاح ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بیٹے عمر نے پڑھا۔ جن میں مصنف ''تاریخ طبریٰ'' بھی شامل ہیں۔ لیکن اس وقت ان کی عمر صرف تین سال تھی۔ جبکہ ابن سعد وغیرہ نے کہا ہے کہ نکاح عمر بن خطاب نے پڑھایا۔ (۲۲)

کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تمہارے پاس ایک مغزی لگی ہوئی رضائی ہے۔ جس کو جاڑے میں اوڑھو گی اور گرمی میں بچھاؤ گی اور ایک چمڑے کا تکیہ ہے، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی ہے اور چکیاں، جن سے آٹا پیسو گی اور دو گھڑے، ایک میں پانی اور ایک میں آٹا رکھو گی اور ایک بڑا پیالہ ہے جس میں آٹا گوندھو گی، ثرید بناؤ گی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''مجھے منظور ہے۔'' سو یہی ان کا ''مہر'' ٹھہرا۔ (۲۳)

کمال صبر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بت ہے ازواج مطہرات کی کہ اتنی تنگی اور ترشی میں کبھی شکوہ شکایت زبان پر لائیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں شکایت کرنے سے حیا مانع آتی تھی۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت عطا فرمائے کہ ہر قسم کے حالات میں دین پر مستحکم رہیں۔

لوگوں کا بیان ہے کہ صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''اگر چاہو تو میں تین دن تمہارے یہاں رہوں یا پانچ دن یا سات دن۔ البتہ میں نے کبھی اپنی بیویوں میں کسی کیلئے سات دن کی باری مقرر نہیں کی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو چاہیں کریں۔ میں تو آپ کی بیویوں میں سے ہی ہوں۔ (۲۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے سیرت کے ساتھ ساتھ خوبصورتی سے نوازا تھا۔ جس کا اعتراف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے بعد کیا تھا۔ (۲۵)

غلاموں کو آزاد کرنے کا شوق

شیبہ بن نصاح بن سرحسیں بن یعقوب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔(۲۶)

سفینہ مولائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض کی رائے کے مطابق ان کا نام رباح تھا' ایک سفر میں لوگوں نے اپنی ڈھالیں اور تلواریں ان پر لاد دیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم تو سفینہ ہو۔ یوں ان کا نام سفینہ پڑ گیا۔ بعض کی رائے کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خریدا اور اس شرط پر آزاد کیا کہ جب تک وہ زندہ رہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں۔(۲۷)

نافع مدنی ابومیمونہ کے شاگرد تھے اور ابومیمونہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔(۲۸)

زہد وتقویٰ

آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی سرتاپا زہد ورع کا مکمل نمونہ تھی۔ مال وثروت کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ ایک دفعہ ایک ہار پہن لیا۔ جس میں کچھ سونا بھی شامل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتراض فرمایا تو اتار ڈالا۔ ہر ہفتہ میں دوشنبہ' جمعرات اور جمعہ تین دن روزہ رکھتی تھیں۔ پہلے شوہر کی اولاد ساتھ تھی۔ جن کی پرورش نہایت احتیاط اور محبت سے کرتی تھیں۔ لیکن واضح رہے کہ بخاری شریف میں ایک حدیث جمعہ کے روزہ کی ممانعت ہے لیکن ساتھ یہ شرط ہے کہ اگر اس کے آگے یا پیچھے روزہ ہو تو جمعہ کا روزہ جائز ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سیاسی بصیرت

حضرات ام سلمہ رضی اللہ عنہا غیر معمولی ذہانت کی ما لک تھیں ظاہری صورت کے ساتھ اللہ نے انہیں زھنی رسا بے مثال فہم وذکاء اور معاملہ فہمی سے نوازا تھا۔ نہایت دانا اور معاملہ فہم تھیں امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صعفِ نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے ام مسلمہ رضی اللہ عنہا کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ صلح حدیبیہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکا صائب مشورہ دینا نہایت مشہور واقعہ ہے صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں کیونکہ عمرہ قبول ہو چکا ہے۔ شرائط چونکہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ اس لیے عام طور پر لوگوں میں نہایت بددلی اور حسرت ویاس پھیلی ہوئی تھی۔ معاہدہ کے خاتمہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو احرام کھولنے اور قربانی کے جانور ذبح کرنے کا حکم دیا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین دفعہ حکم دینے پر بھی کوئی صحابی تعمیل ارشاد کیلئے حرکت میں نہ آیا۔ شاید ایسا منظر آسمان کی آنکھ نے بھی پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا۔ صحابہ اس بارے میں ذرا متردد تھے کہ پتہ نہیں عمرہ ہوا ہے یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کی حالت میں خیمہ میں آئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے کچھ نہ فرمایئے باہر نکل کر قربانی کریں اور احرام اتارنے کیلئے بال منڈوائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہا جو یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فیصلہ بدل دیں اور انہیں اس کی ہی امید تھی' چاہتے تھے کہ یہی جانور اگلے عمرے پر ذبح کریں گے اور ان کا خیال تھا کہ آپ کا یہ حکم محض استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کر کے دکھا دیا تو سب صحابہ نے قربانیاں کیں اور احرام اتار دیئے۔(۳۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے کی تحسین سب نے کی۔

امام حسین کی شہادت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بہت پہلے پیشن گوئی فرما چکے تھے۔ چنانچہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شامی فوج کے نرغے میں دلیرانہ استقامت اور مردانہ واری سے اپنی زندگی کے آخری لمحے پورے کر چکے تھے' عین اسی وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نہایت پریشان ہیں۔ سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حال ہے؟ فرمایا حسین کے مقتل سے واپس آ رہا ہوں' آنکھ کھولی تو آنسو جاری ہو گئے۔ اسی عالم میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا' خدا ان کو قتل کرے۔ حسین (رضی اللہ عنہ) کو ذلیل کیا خدا اُن پر لعنت کرے۔(۳۱)

فضل وکمال

ازواج مطہرات میں فضل وکمال کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہی کا درجہ تھا۔ جیسا کہ مصنف الاصابہ نے ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:

﴿کانت ام سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ والرای البالغ والرای الصائب﴾

محمد بن لبید نے فرمایا:

﴿کان ازواج النبی یحفظن من احادیث النبی کثیر اولا مثلا لعائشة وام سلمة﴾

مشکل الفاظ: البارع' فائق' کامل' برتر' الرای الصائب۔ پختہ رائے۔ درست رائے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی متکلمانہ نکتہ چینی

ایک بار صحابہ میں استویٰ علی العرش کے مفہوم پر بحث چھڑی کہ اللہ عرش پر براجمان ہوا۔ تخت پر آدمی یا بادشاہ تو بیٹھ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے تخت پر جاگزیں ہونا چہ معنی دارد؟ جب بحث نے طوالت اختیار کی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے صحابہ کی باتوں کو سن کر فرمایا:

﴿الاستواء معلوم والکیف مجهول والسؤال عنه بدعة والبحث عنه کفر﴾(۳۲)

آپ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ امام مالک کی روایت میں محفوظ ہیں۔

اشعار

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا شعر کہنے کا بھی ذوق رکھتی تھیں۔ چنانچہ مصنف رحمۃ اللعالمین آپ کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ولید کی وفات پر کہے تھے

یا عین فابکی للولید بن الولید بن المغیرة
قد کان غیثا فی السنین ورحمة فینا ومبرة
ضخم الدسیعة ماجد یسمو الی طلب الوتیر
مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیرة
(۳۳)

"اے آنکھ ولید بن ولید بن مغیرہ پر آنسو بہا' جو سالہا سال تک ہم میں ابر کی طرح رحمت اور غزار رہا۔ بڑی داد و دہش والا' عظمت والا اور اچھے اخلاق کی طلب میں رفعت پسند تھا۔ ولید بن ولید' ابوالولید جیسا شخص فیصلے کیلئے کافی ہے۔"

واضح رہے کہ ولید بن ولید رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید اور احشام بن ولید اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دادا ایک ہے۔ یعنی مغیرہ' اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولید رضی اللہ عنہ بن ولید' حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے بڑے بھائی ہیں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رغبت اسلام انہی نے دلائی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد

مرویات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تفصیل حسب ذیل ہے (۳۴)

صحیحین میں:	۱۹
صرف صحیح مسلم میں:	۱۶
دیگر کتب احادیث میں:	۳۹۴
کل تعداد	۳۷۸

وفات

ان کے سن وفات میں بھی اختلاف ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ شوال ۵۹ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ آخر ۶۱ھ میں آپ نے انتقال کیا اور ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کا زمانہ وفات یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت ہے۔ (یعنی آخر ۶۰ھ) جبکہ رحمۃ للعالمین کے مصنف قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ۵۹ھ یا ۶۰ھ ہے' مگر حق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔ جیسا کہ ہم پیچھے اس خواب کا بھی ذکر کر چکے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دیکھا تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے ۱۰ محرم ۶۴ھ بمطابق 681ء میں پیش آیا۔ اُس وقت ان کی عمر ۵۴ سال ۶ ماہ تھی۔ (۳۵)

جبکہ وفات کے وقت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۸۴ برس تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ قاعدہ یہ تھا کہ حاکم وقت جنازہ کی نماز پڑھاتا تھا۔ اُس زمانے میں ولید بن عقبہ مدینہ کے والی تھے مگر ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کی وجہ سے وہ نہ آئے۔ اس لیے ولید کی جگہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے یہ فرض ادا کیا کیونکہ صحابہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر یہی تھے۔ (۳۶)

صلی اللہ علیک یا امی و ام المومنین' سقی اللہ ثراک وجعل الجنة مثواک اللھم صل علیھا وامھات المومنین کلھم

حوالہ جات

(۱) رحمۃ للعالمین از علامہ قاضی سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم۔
(۲) الاصابہ امام ابن حجر العسقلانی۔ جلد۴۔
(۳) ایضاً۔
(۴) المعارف: ابن قتیبہ۔
(۵) رحمۃ للعالمین جلد دوم
(۶) ایضاً
(۷) ایضاً
(۸) الانساب الاشراف' المعارف' ابن قتیبہ
(۹) طبقات ابن سعد جلد۔
(۱۰) الاصابہ جلد۴
(۱۱) الانساب الاشراف
(۱۲) اسد الغابہ جلد۵
(۱۳) الاصابہ جلد۴' اسد الغابہ جلد۴
(۱۴) سیرت ابن ہشام وروض الانف جلد۲۔
(۱۵) رحمۃ للعالمین' جلد دوم
(۱۶) معجم البلدان البلدان' جلد۴۔
(۱۷) طبقات ابن سعد۔ جلد۸۔
(۱۸) ایضاً
(۱۹) تاریخ طبری' جلد۴
(۲۰) الانساب الاشراف
(۲۱) الاصابہ' جلد۱۔
(۲۲) زاد المعاد' جلد۱۔
(۲۳) طبقات الکبریٰ' جلد۸۔
(۲۴) مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' جلد۱۔
(۲۵) الاصابہ' جلد۴
(۲۶) المعارف ابن قتیبہ
(۲۷) ایضاً
(۲۸) الزرقانی' جلد۳۔
(۲۹) صحیح بخاری' جلد نمبر۱۔
(۳۰) طبقات ابن سعد' جلد۸۔ صحیح بخاری' جلد۱۔
(۳۱) اسد الغابہ' جلد۵۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد۱۔
(۳۲) مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' جلد۱
(۳۳) رحمۃ للعالمین بحوالہ الاستیعاب
(۳۴) ایضاً
(۳۵) البدایۃ والنہایۃ' امام ابن کثیر' تاریخ طبرانی' اخبار الطوال
(۳۶) الاصابہ' جلد۴